شیر مادر بینک(Mother's Milk Bank)کا شرعی حکم

محمد اسحاق بروہی*

Abstract
The emergence of human milk banks for premature and underweight babies in the early twentieth century raised many questions about the proscription of breastfeeding kinship as are in Islamic jurisprudence. Many Islamic scholars tries to find its solution in the light of Quran, Sunnah and the sayings of early Imams of Fiqh, but their opinion about this matter was different like the differences of sayings of some Imams, until Islamic Organization for Medical Sciences based in Kuwait and Islamic fiqh Academy Jeddah, called Summits on this issue and decided against the establishment of such banks in Islamic world. The issue seemed to be almost solved until European Council for Fatwa and Research launched an appeal in 2003 against their solution and demanded to legitimate the use of Human Milk from these banks for the children of Muslim families in Europe and USA using the public scourge canon (Umum al Balwa) of fiqh. This appeal once again opened the door of discussion on this matter .This article is an overview of the sayings of early and modern jurisprudents and pros and cons of human milk banks in the quest of solution of this modern problem in the light of Islamic shariah, so that a just and balanced opinion may be adopted in this matter as it is motto of Islamic Law. This discussion will also affect many new problems faced by Muslim communities in European countries as well as Islamic countries in modern era.

Keywords: Milk Bank, Raza'at, wet nursing شیر مادر بینک،رضاعت،حضانت

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔[1] اسلام اپنی مکمل صورت میں سید الکونین کے ذریعہ روئے زمین پر آیا اور دنیا میں پھیلی جہالت وتاریکی کو دور کیا، اپنی نور کی کرنوں سے سارے جہاں کو منور کیا۔اور آپ ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں، آپ پر جو ذمہ داری تھی وہ قدرتی طور پر آپ کی امت پر آپڑی۔ جس کی تعبیر بقول امام احمد بن حنبل یوں ہے قام ابو بکر یوم الردۃ مقام الانبیاء کہ حضرت ابو بکر فتنہ ارتداد کے وقت انبیاء کی جانشینی فرما رہے تھے۔اس طرح کے پیچیدہ تمدنی اور صنعتی انقلاب کے بعد جدید مسائل بکثرت پیش آنے لگے تو انہیں صحیح طور پر سمجھنے اوران کے حل کیلیے انفرادی کوششوں کے بجائے اجتماعی بحث وتحقیق کا نظام زیادہ بہتر اور اجتماعی طریقہ استنباط زیادہ محفوظ اور مامون صورت اور غلط رائے دہی سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

آج ایک طرف جدید بے لگام تمدنی ترقی نے نت نئے مسائل کا طوفان لا کھڑا کر دیا ہے اور بقول عمر بن عبدالعزیز "کلما زاد الفجور کثرت المسائل" مثلاً ٹیسٹ ٹیوب بے بی، انسانی دودھ اور منی بینک، تبدیلی جنس بذریعہ سرجری، جینیٹک اور کلوننگ کے مسائل، نیز دنیا کے سیاسی، معاشی اور اجتماعی نظام روز مرہ کی تبدیلیوں اور خصوصا بینکنگ ومیڈیکل سائنس کی دنیا میں غیر معمولی انقلاب نے سینکڑوں ایسے مسائل پیدا کر دیئے جن کا اب سے پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

---

* ریسرچ اسکالر، شعبہ تقابل ادیان وثقافت اسلامی، جامعہ سندھ، جام شورو

وحی زندگی میں اعتدال پیدا کرتی ہے اوراس سے دوری کا نتیجہ یہ ہے کہ مغرب اور مغربی تہذیب سے متاثر ممالک ہر معاملے میں انتہاء پسندی کا شکار ہو جاتے ہیں، پہلے ماؤں کے دودھ کے مضمرات اور Breast Feeding سے نسوانی حسن متاثر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور بچوں کو مصنوعی خوراک پر ڈالا، جب اس کے مضمرات سامنے آئے تو ماں کے دودھ کی اہمیت ان کے دلوں میں جاگی اور پھر اس میں انہوں نے اس قدر شدت اختیار کی کہ ملک ب۔نک قائم کرنا شروع کر دیئے۔ اسلام میں چونکہ رضاعت سے بہت سے نئے احکامات پیدا ہوتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کے لیے مختلط ملک بنک اتنی آسانی سے قبول نہیں تھے۔ مغرب کا معاشرتی ڈھانچہ اس قابل نہیں تھا کہ رضاعی مائیں دستیاب ہوتیں یا ان کا دودھ آسانی سے دستیاب ہو سکتا یہ ان کی مجبوری تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ بہت سے مسلمان بھی وہاں قیام پذیر تھے جو اس مسئلہ سے براہ راست متاثر ہو رہے تھے، اور مشرق میں بھی طب مغرب سے استفادہ کا رجحان اس قدر ہے کہ اگر اہل مغرب گوہ کے بل میں گھسیں تو ہم بھی اسی بل میں گھسنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ کہنے کو تو یہ صرف ملک بنک کا مسئلہ ہے لیکن اس کی نظیر پر اور بہت سے مسائل کی بنیاد بنے گی اس لیے اس پر فقہی مباحثہ ضروری ہو گیا۔

دودھ بینک کا آغاز اور بحث کی ابتدا

یورپ میں جب تمام انسانی اعضاء کے بنک قائم کرنا شروع ہوئے، جن میں آنکھوں کا بنک، جلد کا بنک، بلڈ بنک، سیمن بنک ایگ بنک وغیرہ شامل ہیں، اسی دوران ملک بنک بھی قائم ہوئے۔ ملک بنک میں ایسی خواتین کا دودھ جمع کیا جاتا تھا جو عطیۃ یا قیمتا دودھ دیتی تھیں اور انہیں جراثیم سے محفوظ کر کے پیکٹوں میں بند کر لیا جاتا تھا اور اطباء جب کسی بچے کو دیکھتے کہ اس کا وزن زیادہ کم ہے یا وہ غذائی کمی کا شکار ہے، یا کسی اور بیماری کی وجہ سے صحیح نشوونما نہیں پا رہا تو اسے ماں کا دودھ تجویز کر دیتے اور بعض اوقات خود اس کی اپنی ماں کے ہاں اس وقت دودھ نہ ہوتا اور معاشرتی صورتحال میں تعاون مفقود تھا، اس طرح کی صورتحال سے نبٹنے کے لیے انہوں نے ملک بنک قائم کرنا شروع کر دیے۔ میڈیکل سائنس میں یقینا یہ ایک بڑا اقدم تھا اور جن اطباء نے یہ شروع کیا انہوں نے انسانیت کی خدمت کے لئے شروع کیا ہوگا۔ یورپ اور امریکہ میں چونکہ خاندانی نظام متاثر ہو چکا تھا اور نام نہاد تہذیب و ترقی کے نام پر وہ بہت سے خاندانی مسائل کا شکار ہیں اگر کسی وجہ سے بچے کو ماں کا دودھ میسر نہ آسکے تو اس بچے کو دودھ پلانے والی خاندان میں بہت کم ملتی ہے کیونکہ کوئی بھی خاتون دوسرے کے بچے کے لئے پابند ہونا پسند نہیں کرتی۔ مشرقی ممالک میں اور بالخصوص اسلامی ممالک میں بالعموم خاندان میں سے کوئی نہ کوئی خاتون ایسے بچے کو دودھ پلانے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور مرضعہ سہولت سے دستیاب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ملک بنک کی ضرورت یہاں بہت زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ ملک بنک کا قیام اپنی جگہ لیکن اسلامی شریعت کے تقاضے اس سے کافی مختلف تھے جس کے باعث سوالات پیدا ہوئے۔

جونہی یہ مسئلہ عوام الناس نے علماء کے سامنے پیش کیا انہوں نے اپنی اپنی رائے کے مطابق فیصلہ دیا اور ان کی رائے میں اختلاف پیدا ہوا جس سے ایک دوسرے کے خلاف قلم و زبان چلنے کے واقعات بھی پیش آئے۔ بعض مفتیان کرام نے اسے جائز قرار دیا جیسے کہ مفتی احمد حریری، جنہوں نے ۸ جولائی ۱۹۶۳ کو ہی اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا۔[2] جبکہ بعض نے اسے بالکل ناجائز قرار دیا۔ اس لئے اس موضوع کو" المنظمة

الاسلامية للعلوم الطبية" نے اپنی پہلی ندوۃ میں ہی شامل بحث کر لیا، جو کہ ۱۱ شعبان، بمطابق ۲۴ مئی ۱۹۸۳ میں کویت میں "الانجاب فی ضوء الاسلام" کے نام سے منعقد ہوئی۔ اس مباحثہ کے بعد تمام مجامع فقہیہ کی قراردادوں پر اس کی قرارداد کے اثرات نظر آتے ہیں خواہ کسی نے اس سے اتفاق کیا یا اختلاف کیا۔

رضاعت سے متعلق فقہاء کے مذاہب

مقدار موجب تحریم

احناف[3] اور مالکیہ[4] کے ہاں رضاعت میں دودھ کی مقدار کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ وہ رضعات کی تعداد کے قائل نہیں ہیں، ان کی دلیل قرآن پاک کی آیت رضاعت "وامھاتکم اللاتی ارضعنکم" [5] ہے کہ اس میں کوئی تحدید وارد نہیں ہوئی اس لئے وہ اس چیز پر دال ہے کہ دودھ کثیر ہو یا قلیل مطلقاً موجب تحریم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب"[6] کہ رضاعت اس کو حرام کر دیتی ہے جسے نسب حرام کر دیتا ہے۔ اور ایسا ہی اثر حضرت عبداللہ بن عباس سے موطا امام مالک میں[7] اور انہی سے اور سعید بن المسیب اور عروہ بن الزبیر سے موطا امام محمد میں منقول ہے۔[8]

شافعیہ[9] اور حنابلہ[10] اور زیدیہ[11] کے نزدیک کم از کم پانچ رضعات سے تحریم ثابت ہوتی ہے۔ بعض روایات تین رضعات کی بھی ہیں۔ پانچ رضعات کی دلیل حضرت عائشہ کی روایت ہے جس میں ذکر ہے کہ قرآن میں ۱۰ رضعات معلومات نازل ہوئے تھے جو کہ بعد میں پانچ رضعات معلومات سے منسوخ ہو گئے اور آپ ﷺ کی وفات تک یہی قرآن میں پڑھا جاتا رہا ہے۔[12] ایسے ہی ام الفضل سے روایت ہے کہ ایک بار یا دو بار چھاتی منہ میں لینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اسے تین رضعات والے اپنی دلیل بناتے ہیں۔[13] ایسی ہی ایک روایت حضرت ابوہریرہ سے بھی ہے۔[14] جبکہ ام المومنین حفصہ نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو اپنی بہن فاطمہ بنت عمر کے پاس دس رضعات پلانے کے لیے روانہ کیا جبکہ وہ دودھ پیتے بچے تھے۔[15]

شیعہ عالم آیت اللہ العظمی ڈاکٹر محمد صادق تہرانی کہتے ہیں کہ رضاعت روایات میں ۱۵ مرتبہ دودھ پلانے کو کہا گیا ہے اور اس میں زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ "ارضعنکم" اور "من الرضاعة" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دودھ پستان کے ذریعہ پلایا جائے لیکن احتمالاً "ارضعنکم" کا اطلاق تینوں موادر پر ہوتا ہے۔

۱۔ پستان سے براہ راست

۲۔ بلاواسطہ

۳۔ بالواسطہ کسی ظرف میں

امتصاص الثدی اور وجور و سعوط کے بارے میں فقہاء کا موقف

امام شعبی، امام ثوری[16]، احناف[17]، مالکیہ[18]، شوافع[19]، حنابلہ[20]، اور زیدیہ[21] کے ہاں وجور و سعوط سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی

ہے امتصاص الثدی (پستان چوسنا) ضروری نہیں ہے۔[22]

حقنہ کے بارے میں مالکیہ کے ہاں رضاعت تبھی ثابت ہوگی اگر دودھ پیٹ میں پہنچ کر تغذیہ کا باعث ہو ورنہ نہیں ہوگی[23] حنابلہ کے ہاں رضاعت کا اعتبار بچے کے پینے کے اعتبار سے ہے کہ اگر برتن ہیں دودھ نکالا اور بچے نے پانچ مختلف اوقات میں پیا تو پانچ رضعات ہوں گے اور اگر ایک ہی بار میں پیا جبکہ نکالا پانچ اوقات میں گیا تھا تو ایک ہی رضعہ قرار دیا جائے گا۔[24] شوافع اس کی مقدار کے قائل ہیں کہ اگر مقدار پانچ رضعات کے برابر ہو تو ۵ رضعات ثابت ہو جائیں گے۔[25] احناف کے ہاں کان میں ٹپکانے سے یا احلیل میں قطور سے چونکہ غذائیت کا حصول نہیں ہوتا اس لیے رضاعت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ان امور کو مفطرات پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں علت تغذیہ خود شارع کی طرف سے بیان کردہ ہے۔[26] جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" لا رضاع،الا ما انشز العظم،وانبت اللحم " [27] رضاعت وہی ہے جو ہڈی کو مضبوط کرے اور گوشت کو بڑھائے۔

لیکن ان سب کے خلاف ایک اہم فقیہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک معاملہ بالکل مختلف ہے، کہتے ہیں: جو کچھ دودھ پینے والا بچہ مرضعہ کے پستان سے اپنے منہ سے چوستا ہے فقط وہی رضاعت سے حرمت کا باعث بنتا ہے، پس جسے عورت کا دودھ پلایا گیا اور اس نے برتن سے پیا، یا برتن میں عورت کا دودھ دوہا گیا اور وہ اس تک پہنچایا گیا، یا روٹی کے ساتھ اسے کھلایا گیا، یا اس کے منہ یا ناک یا کان میں انڈیلا گیا، یا اسے بذریعہ حقنہ دیا گیا، پس ان سب سے کچھ حرام نہیں ہوتا اگرچہ پورے عرصے کے دوران اس کی خوراک یہی رہے۔[28] وہ آیت "وامهاتكم اللاتی ارضعنكم واخواتكم من الرضاعة"[29] اور حدیث شریف "ويحرم من الرضاع ما يحرم من النسب"[30] سے استدلال کیا ہے اس کے علاوہ وہ رضاعت کا معنی لغوی لیتے ہیں "ولا يسمى ارضاعا الا ما وضعة المراة المرضعة من ثديها فی فم الرضيع[31] کہ ارضاع اس کے سوا کسی اور کو نہیں کہا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے مرضعہ کے منہ میں اپنا پستان ڈالے۔ان کے نزدیک اگر اس طرح سے حرمت ثابت ہو تو بھیڑ کے دودھ سے بھی رضاعت ثابت ہونی چاہیے، لیکن عورت کے علاوہ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

ابن حزم ظاہری کے ہمنوا شیعہ امامیہ بھی ہیں کہ ان کے ہاں امتصاص الثدی کے بغیر حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔[32]

مختلط دودھ کا حکم

احناف کے ہاں اگر دو عورتوں کا دودھ مختلط ہو تو جس کا دودھ غالب ہو اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی، اگر دودھ میں پانی یا دوائی وغیرہ شامل ہو تو غالب کا حکم ہوگا۔اگر کھانے میں عورت کا دودھ ڈالا اور اسے پکایا جس سے دودھ سخت ہو گیا تو بھی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ یہ دودھ نہیں بلکہ کھانا بن چکا ہے۔[33]،[34]

احناف کے ہاں یہ بھی شرط ہے کہ دودھ صرف بنات آدم کا ہو، کسی جانور کا نہ ہو اور نہ ہی کسی آدمی کا، اگر کسی آدمی کا دودھ آجائے تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

مالکیہ کے ہاں اگر دودھ کو کھانے میں ڈالا گیا، یہاں تک کہ دودھ غائب ہو گیا، اور کھانا غالب ہو گیا، عورت کا دودھ نکالا گیا، پھر اسے آگ

پر پکایا گیا یہاں تک کہ گاڑھا ہو گیا اور دودھ غائب ہو گیا یا دودھ میں پانی ڈالا گیا یہاں تک کہ دودھ غائب ہو گیا اور پانی غالب ہو گیا، یا اسے دوا میں ڈالا گیا اور اسے بچے کو پلایا گیا تو کیا اس سے۔۔۔۔۔۔۔کچھ بھی حرام نہیں ہوتا۔[35]

شوافع کے ہاں اختلاط کی صورت میں بھی، اگر دودھ کی مقدار پانچ رضعات تک پہنچ جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔[36] اور اس میں وہ غالب و مغلوب کا احناف کی طرح فرق نہیں کرتے اور اگر دو عورتوں کا دودھ مختلط ہو گیا تو غالب دودھ والی اور مغلوب دودھ دونوں سے امومت ثابت ہو جائے گی۔[37]

شوافع کے ہاں ثبوت تحریم کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ دودھ پستان سے نکلنے کی حالت پر باقی رہے اگر اس میں ترشی پیدا ہونے سے، جمنے سے، گاڑھا ہونے سے، پنیر بننے سے یا مکھن بننے سے، بالائی سے، تغیر ہو جائے اور اسے بچہ کھالے اور وہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے اور اس سے تغذیہ حاصل ہو جائے تو تحریم ثابت ہو جائے گی۔[38]

جمہور حنابلہ کا موقف مختلط دودھ کے بارے میں یہ ہے کہ دودھ کی کسی مائع یا ٹھوس میں اگر ملاوٹ کر دی جائے تو بھی سب سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ان کے ہاں مطلقا حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔اگرچہ اس کے خلاف بھی قول موجود ہے لیکن وہ مرجوح ہے۔یہاں حنابلہ دیگر ائمہ ثلاثہ سے مختلف موقف رکھتے ہیں۔

شک سے رضاعت

جمہور فقہاء(احناف[39]، شوافع[40]، مالکیہ[41]، حنابلہ[42] کے ہاں شک سے احکامات ثابت نہیں ہوتے اس لیے رضاعت بھی ثابت نہیں ہوتی۔اور شوافع کے ہاں اگر عدد رضعات میں بھی شک ہو تو رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔[43]

فقہ حنفی کے مطابق اگر کسی بچے کو کسی گاوں کی بعض خواتین نے دودھ پلایا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہیں؟اس آدمی نے اس گاوں کی کسی لڑکی سے شادی کر لی تو جائز ہے۔[44]

علامہ ابن قدامہ کہتے ہیں، جب رضاعت کے وجود میں شک پیدا ہو جائے، یا عدد رضاع میں شک ہو جائے کہ وہ پورے ہوئے یا نہیں ؟تو تحریم ثابت نہیں ہو گی کیونکہ اصل اس کا عدم ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔[45] اسی طرح سے زیدیہ کے ہاں بھی شک سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، شیعہ امامیہ کے ہاں بھی شک سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی[46] نیز یہ بھی شرط ہے کہ رضاعت وطی شرعی سے حاصل ہو۔[47]

دودھ بنک(Milk Bank)کے مجوزین کے دلائل

دودھ بنک(Milk Bank)کے مجوزین نے اپنے دلائل کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر رکھی۔

1۔منتخب جزوی اجتہاد کی اجازت کا ہونا

یہ ایک عصری ضرورت ہے، جس میں منتخب جزئیات پر اجتہاد "الاجتهاد الجزئی الانتقائی" کی اجازت اہل زمانہ کو ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے

مسائل سے زیادہ بہتر طور پر واقف ہوتے ہیں اس لیے انہیں اس کا کچھ نہ کچھ اختیار دیا جاتا ہے۔ بہت سے صحابہ کرام اور فقہاء کے مذاہب جو مدون نہ ہو سکے وہ مدون مذاہب کے ہوتے ہوئے بالکلیہ کالعدم نہیں ہو جاتے بلکہ مستقبل کے مسائل کے حل میں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس باب میں فقیہ اللیث بن سعد اور ابن حزم ظاہری کے اقوال سے سہارا لیا گیا۔ نیز اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے بند نہیں ہے وہ جدید مسائل کے فقہی حل کے لیے ہی کھلا ہے۔

2۔ شک اور لبن مختلط سے رضاعت کا عدم ثبوت

شکوک و شبہات سے شرعی احکام ثابت نہیں ہوتے۔ فقہی قاعدہ ہے "الیقین لا یزول بالشک" کہ یقین شک سے زائل نہیں ہو سکتا۔ ملک بنک کے ذریعے سے بچے کو دودھ فراہم کرنے میں بہت سے امور میں شکوک و شبہات رہتے ہیں اس لیے جمہور فقہاء کے نزدیک شک کی صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی تو اس سے حرمت بھی ثابت نہ ہونی چاہیے، مرضعہ کے نام میں شک، دودھ کی اصل مقدار میں شک، مرضعات کی تعداد میں شک، دودھ کے مختلط ہونے میں شک، غرضیکہ ہر چیز میں شک ہے تو اس سے رضاعت کیسے ثابت ہو گی؟

چونکہ یہ دودھ مختلط ہے، اور دودھ مختلف کے بارے میں فقہاء حنفیہ کا فتویٰ کافی نرم ہے اس لیے اس سے جواز کا ثبوت لیا جا سکتا ہے۔

3۔ احوط کے بجائے ایسر پر فتویٰ دیا جائے گا

احوط کے بجائے ایسر پر فتویٰ دیا جانا چاہیے تاکہ لوگوں پر حرج نہ ہو اور ہمارے فتاویٰ آنے والوں کے لیے رکاوٹ کھڑی نہ ہوں اور دین سے دوری پیدا نہ کریں، کیونکہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں "ما خیرالنبی ﷺ بین الامرین الا اختار ایسرھما ما لم یاثم"۔[48] جب کبھی بھی نبی ﷺ کو دو امور میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے آسان کو اختیار کیا جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔ اسی حدیث سے فقہی قواعد ماخوذ ہیں: "الامر اذا ضاق اتسع "جب معاملہ تنگ ہو جائے تو اس میں وسعت پیدا کی جائے گی، اور قاعدہ ہے" الضرر یزال" ضرر کو زائل کیا جائے گا، اور قاعدہ ہے "الضرورات تبیح المحظورات" ، ضرورات ناجائز امور کو مباح کر دیتی ہیں۔ اس لیے یہاں بھی اسی اصول پر آسان کو اختیار کرنا چاہئے۔

فقہاء کا کام تشدید پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ رخصت فراہم کرنا ہے جیسا کہ مشہور فقیہ اور محدث امام سفیان ثوری کا فرمان ہے: "انما العلم عندنا الرخصة من ثقة ،فاما التشدید فیحسنه کل احد" [49] بے شک علم ہمارے نزدیک ثقہ سے رخصت کا نام ہے، پس سختی کو تو ہر کوئی اچھا سمجھتا ہے۔

احوط پر عمل کرنا آدمی کا اپنا ذاتی فعل ہونا چاہئے نہ کہ فقہاء اپنے فتاویٰ میں احوط پر فتویٰ دینا شروع کر دیں بلکہ انہیں چاہئے کہ وہ رخصت پر ہی فتویٰ دیں۔

4۔ لبن مختلط پر فقہاء کی آراء کا ملک بنک پر اثر

اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے سامنے اس طرح سے صورتحال سامنے آتی ہے کہ اگر ایک لبن مختلط کی پیکٹ سے بچے کو دودھ

پلایا جائے تو احناف اور مالکیہ کے ہاں صرف اس خاتون سے رضاعت ثابت ہو گی جس کا دودھ سب سے زیادہ تھا، شوافع کے ہاں اگر پانچ رضعات کے بقدر ایک خاتون کا دودھ پیا تو رضاعت ثابت ہو گی اور اگر پانچ رضعات سے کم مقدار میں دودھ پیا تو رضاعت ثابت نہ ہو گی۔ اگر ہر خاتون سے پانچ رضعات سے کم دودھ پیے، اور چاہے پورے دو سال ہی بچہ کیوں نہ دودھ پیتا رہے رضاعت ثابت نہ ہو گی۔ صرف حنابلہ کے نزدیک تمام عورتوں سے رضاعت ثابت ہو جائے گی جن کا دودھ اس پیکٹ میں شامل تھا۔ اسی طرح صرف ظاہر یہ کے ہاں کسی سے بھی رضاعت ثابت نہ ہو گی کیونکہ اس میں امتصاص الثدی نہیں ہوا۔

دودھ بنک میں دودھ بالعموم ایک سے زیادہ خواتین کا ہوتا ہے اور طرح سے سب سے غالب دودھ والی سے تو حرمت رضاعت ثابت ہو گی اور مغلوب دودھ والیوں سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہو گی، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک، لیکن امام محمد اور امام زفر کے نزدیک حرمت سب سے ثابت ہو جائے گی۔ ایک بات جو قدر مشترک کے طور پر سامنے آتی ہے وہ کم از کم ایک خاتون سے تو ہر پیکٹ میں سے حرمت رضاعت کا ثبوت ہے جمہور کے نزدیک سوائے ظاہر یہ کے۔ دو سال کے دوران نہ جانے بچہ کتنے پیکٹ استعمال کرے اور ہر پیکٹ میں سے غالب والی سے اگر حرمت ثابت کریں تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی جس کا ریکارڈ رکھنا اور شادی کے وقت سب کی کھوج کرنا ایک مشقت طلب کام ہے۔

دین کے احکامات ظنیت سے ثابت نہیں ہوتے، کیونکہ محض ظن تو اکذب الحدیث ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ان الظن لا یغنی من الحق شیئا"۔[50]

دودھ بنک کے مانعین اور ان کے دلائل

خطرات و خدشات

1۔ اسلامی معاشرے میں ان سے سب سے زیادہ خدشات لاحق ہیں کیونکہ یہ ایک دینی مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کئی ماوں سے دودھ کا جمع کرنا اور انہیں آپس میں خلط کر دینا اور پھر اسے بچے کو اس حال میں دینا کہ ان خواتین کی کوئی معرفت نہ ہو جن کا دودھ اسے پلایا جارہا ہے، اور جب ایسی جہالت پیدا ہو جائے تو یہ خدشہ ہے کہ کل کلاں رضاعی بھائی اپنی رضاعی بہن سے نکاح کر لے یا اپنی رضاعی خالہ، رضاعی پھوپھی سے نکاح کر بیٹھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیز نسب سے حرام ہوتی ہے وہی چیز رضاعت سے بھی حرام ہوتی ہے ۔ قطع نظر فقہاء کے مناقشات کے اس سے بچنا ہی بہتر ہے اور جمہور فقہاء کی رائے بھی یہی ہے۔

2۔ اعلیٰ تکنیکی صلاحیتیں رکھنے والے ممالک جیسا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ وغیرہ میں بھی ملک بنک میں دودھ کو جمع کرنا نہایت کلفت کا موجب ہے اور اس کے لیے بہت سے اخراجات کرنا پڑتے ہیں۔ اس طرح کا جمع شدہ دودھ خوردبینی جانداروں (Microbes) کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے بعض خصائص اور خوبیاں ڈی کمپوزیشن (Decomposition) کے نتیجے میں ضائع ہو جاتی ہیں جو کہ مائیکروبز کے نتیجے میں یا وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ دیگر ممالک میں تو صورتحال اور بھی زیادہ خراب ہوتی ہے۔ اور پھر اس کی ضرورت بھی

بہت ہی کم پڑتی ہے۔

3۔ ترقی پذیر ممالک میں ملک بنک کے معاملے میں یہ تکالیف اور بھی زیادہ ہیں کیونکہ یہاں تکنیکی صلاحیتیں اور صفائی کا معیار اس قدر اچھا نہیں ہے ،اس پر آنے والے اخراجات کے مقابلے میں اس کے فوائد بہت کم ہیں اور یہاں دودھ کو زیادہ عرصہ تک مائیکرو آرگنزمز (Organisms Micro) سے اور ڈی کمپوزیشن (Decomposition) سے بچانا نہایت مشکل امر ہے۔

4۔ ڈاکٹر جبر (وزیر صحت مصر اور استاذ طب الاطفال اور اطباء کی ایسوایشن کے رئیس) کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں ہو سکتا ہے کہ ملک بنک (Milk Bank) نے کچھ کامیابی حاصل کی ہو، لیکن مصر میں ان کی مطلقا ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں طبعی رضاعت مشکل نہیں ہے کیونکہ ۸۵ فیصد مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اور باقی کو مرضعہ کی صورت میں طبعی دودھ میسر ہو جاتا ہے اور جو تھوڑی تعداد باقی بچ جاتی ہے انہیں مناسب مصنوعی دودھ دستیاب ہو جاتا ہے یا رضاعت کے دیگر متبادلات دستیاب ہو جاتے ہیں۔

5۔ اگر اسے مشروع تسلیم کر کے اجازت دے بھی جائے تو بھی اس سلسلے میں بہت مشقت کرنا پڑے گی۔ دودھ کو جمع کرنا بذات خود بہت مشقت طلب اور وقت کا ضائع کرنے والا امر ہے ،اس کے علاوہ اس کی یا، پھر اسے خشک کرنا، محفوظ کرنا بہت سے اعمال سر انجام دینا پڑتے ہیں تب جا کر یہ دودھ کسی بچے تک پہنچنے کے قابل ہوتا ہے ،اور تب بھی بچے کو دودھ دینے کے دوران یہ آلودہ ہو سکتا ہے، جبکہ رضاعت کی صورت میں یہ پانی کی طرح سے قدرتی طور پر محفوظ شدہ اور خالص دودھ پی سکتا ہے۔[51،52]

6۔ ڈاکٹر مصطفی حمامی وکیل وزارۃ صحت مصر کا موقف تھا کہ غذائیت میں بچے کے لئے سب سے اعلیٰ مقام پر ماں کا دودھ ہے جس کا بچے کو دینا بھی آسان ہے اور محفوظ کرنے کا انتظام بھی قدرت کی طرف سے ہے اگر ماں کے پاس دودھ وافر ہو تو اسے نہ تو رضاعت کی ضرورت ہے نہ ہی ملک بنک کے دودھ کی اور نہ ہی کسی مصنوعی دودھ کی۔ اور مصر میں زیادہ دودھ رکھنے والی عورتیں بھی زیادہ سے زیادہ یومیہ ایک لیٹر دودھ پیدا کر سکتی ہیں جو کہ درحقیقت ایک ہی بچے کے لئے کافی ہے نہ کہ ملک بنک میں جمع کرانے کے لیے۔ دوسرا رضاعت سے مقصود ماں اور بچے کے درمیان ایک رابطہ اور تعلق قائم کرنا بھی مقصود ہے اور یہ طبعی طور پر ہی ہو سکتا ہے نہ کہ بنک کے طریقے سے، نیز اتنی مائیں جو دودھ عطیہ کریں کہاں سے لائیں گے ؟ کیا ایسی ماں سے لیا جائے گا جس کا بچہ وفات پا گیا ہے ؟ یا جس کا بچہ موجود ہے ؟ اور جس کا بچہ صحیح موجود ہے وہ دودھ کا زیادہ حقدار نہیں ہے ملک بنک کی جگہ پر ؟ کیا ملک بنک کا دودھ ہسپتالوں میں صرف خاص حالات میں شدید ضرورت مند بچوں کے لیے ہی ہو گا یا مالدار لوگوں کے لیے ہو گا جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلانے کے بجائے بنک سے خرید کر دودھ مہیا کر رہے ہوں۔[53]

7۔ ڈاکٹر عبد الصادق حامد الاعرج میڈیکل پروفیسر ہیں ،انہوں نے ملک بنک کی تجارت کا نکتہ اٹھایا کہ اس سے غریب لوگ اس کی تجارت میں مشغول ہو جائیں گے اور غریب مائیں اپنا دودھ اپنے بچوں کے بجائے امراء کے بچوں کو مہیا کرنا شروع کر دیں گی جس سے غرباء کے بچوں کی صحت اور بھی زیادہ متاثر ہو گی لیکن صحت امیر کے بچے کی بھی کما حقہ برقرار نہیں رہ پائے گی۔ تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ طبعی اور غیر طبعی رضاعت والے بچوں میں نزلہ ہونے کے واقعات میں ایک اور پانچ کی نسبت ہے۔[54] اسی طرح بچوں کو پیچش اور انتڑیوں کی انفیکشن کے

واقعات میں بھی واضح فرق موجود ہے۔ نیز معاشرتی بگاڑ کی ایک بنیاد قائم ہو جائے گی۔[55]

8۔ڈاکٹر علی فھمی، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف سوشل اینڈ کرمنل ریسرچ، کے مطابق اگر اس کو جائز قرار دے کر قائم کرنے کی اجازت بھی دے دی جائے تو ایک غلط فیصلہ ہو گا اور ایک معاشرتی فساد قائم ہو گا، اس فساد زدہ معاشرہ میں بہت سے وبائی امراض موجود ہوں گے۔ دودھ کا عطیہ کرنے والی ماوں کے اصلی بچے اپنے غذا کے طبعی حق سے محروم رہ جائیں گے اس کے ساتھ ساتھ انسانی دودھ کی خرید وفروخت شروع ہو جائے گی جس سے بہت سی مائیں اس کا غلط استعمال کریں گی، جیسا کہ اس وقت خون کی خرید وفرخت اور دیگر انسانی اعضاء کی غیر قانونی خرید وفروخت کے معاملے میں ہے۔ مائیں بھی بالآخر دنیا کا ایک طبقہ ہی ہیں جو اپنی بہت سی مادی ضروریات کے لیے دودھ کی فروخت کے کاروبار میں ملوث ہو جائیں گی، نیز اس طرح سے بہت سی ماوں کے امراض کے جراثیم اور وائرس اکٹھے ایک ساتھ پیکٹ میں جمع ہو کر جگہ جگہ پھیل جائیں گے جس سے بیماریوں پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ خون کی طرح سے دودھ کی سکریننگ کا نظام بھی قائم کرنا پڑے گا۔[56]

9۔ڈاکٹر محمد فواد اسماعیل، مصر میں دودھ کے محفوظ کرنے کے شعبہ میں ماہر ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو عزت بخشی ہے، ملک بنک (Milk Bank) کے قیام سے ان کی حیثیت بھی گائے، بھینس اور بھیڑ کے دودھ کی طرح ہو جائے گی، کہ ان کا بھی دودھ جمع کیا جائے گا اور مختلف طریقے استعمال کرتے ہوئے انہیں ٹھنڈا یا خشک کیا جائے گا۔ مناسب نہیں ہے کہ اس صورت کو انسانوں کے لیے شکلا یا موضوعا بروئے کار لایا جائے تا کہ ان کی عزت وتکریم میں فرق نہ آنے پائے۔[57]

10۔چونکہ دودھ بچے کی سب سے بنیادی ضرورت ہے جس پر اس کی زندگی کا انحصار ہے اور ایسی ضروریات جن کے عدم سے جان کو خطرہ ہو، شارع انکے بارے میں کوئی نہ کوئی متبادل ضرور مہیا کرتا ہے۔ اگر ماں کا دودھ بچے کو کافی نہ ہو، یا دودھ مطلقا ہو ہی نہ تو زمانہ قدیم سے یہ رواج چلا آرہا ہے کہ رضاعت کے ذریعے سے بچے کی پرورش کی جاتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رضاعت کے سبب "الامومة المرضعة " کا حکم نازل فرمایا ہے۔"وامھاتکم اللاتی ارضعنکم" [58]اسی طرح سے رضاعت کے باعث دیگر حرام ہونے والے رشتہ داروں کا تذکرہ موجود ہے "واخواتکم من الرضاعة"۔[59]یہاں اصل امومت کا حکم ہے اور باقی تمام رشتہ داروں کی حرمت اس امومت کے ثبوت کی محتاج ہے، اس لیے اصل محل بحث امومت رضاعت ہے جہاں یہ ثابت ہو گی رضاعت کے تمام احکام ثابت ہوں گے اور جہاں یہ ثابت نہ ہو گی رضاعت کے تمام احکام ثابت نہ ہوں گے۔

جمہور فقہاء کی رائے کا احترام ضروری ہے

نصوص قرآنیہ سے رضاعت سے تحریم ثابت ہو جاتی ہے اور یہاں یہ رضاعت لغوی نہیں ہے بلکہ رضاعت فقہی ہے جس میں بلاامتصا ص الثدی یا با امتصاص الثدی عورت کا دودھ بچے کے پیٹ کے اندر پہنچ جائے، اگرچہ یہاں مولود کی عمر اور رضعات کی تعداد اور کثرت وقلت میں فقہاء میں اختلاف ہے لیکن اس چیز پر اتفاق ہے کہ اس سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ بلا امتصاص الثدی سے عدم تحریم رضاعت کے قائل فقہاء میں سے صرف ابن حزم ظاہری اور لیث بن سعد ہیں اور یہ اقوال امت میں کبھی بھی متداول نہیں رہے اس لیے ان

مرجوح اقوال پر اس مسئلہ کی بنیاد نہ رکھی جائے۔

لبن مختلط کا مسئلہ

یہ کہنا کہ لبن مختلط میں احناف کے ہاں بالکل ہی رضاعت ثابت نہیں ہوتی بھی غلط ہے انکے ہاں جس کے دودھ کا غلبہ ہے اس سے بہر حال رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔البتہ اگر اس میں کسی عورت کے دودھ کے علاوہ کسی دوا یا کھانے کی چیز کو ملایا جائے تو غالب کا اعتبار ہو گا یا دودھ کے نام کے زوال کا اعتبار ہو گا جیسا کہ اس سے پنیر بنا لینا۔

جمہور فقہاء کے قول کے خلاف رعایت دینا کسی طور پر مستحسن نہیں ہے یہ ایک نئے افتراق اور انتشار کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہو گا جس سے بچنا بہتر ہے۔دراصل یہ احوط پر عمل نہیں ہے بلکہ جمہور کے قول کے خلاف فتویٰ ہے۔

جیسے ابن حزم ظاہری کا فتویٰ ہے کہ مطلقا ملک بنک کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہو گی اسی طرح دوسری طرف امام احمد بن حنبل کا فتویٰ بھی ہے کہ لبن مختلط کی صورت میں سب سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔شوافع کے ہاں بھی اگر پانچ رضعات کے بقدر مقدار پہنچ جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔

مخالفین ملک بنک کے دلائل کے جوابات

الاستاذ ڈاکٹر یوسف القرضاوی صاحب نے دودھ بنک کے مخالفین کے دلائل کے جو جوابات دیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دودھ بنک اس لیے ناجائز ہے کیونکہ اس سے حذر کرنا ہی احوط ہے،اور احوط پر عمل کرنا دینداری کے زیادہ قریب اور شبہات سے زیادہ دور ہے۔جو شبہات میں پڑے گا وہ بلآخر حرام میں مبتلا ہو جائے گا۔اس کا جواب یہ ہے کہ جب آدمی خالصتا اپنی ذات کے لیے عمل کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ احوط اور احتیاط پر عمل کرے۔لیکن ہمارے لیے مسئلہ عام اور معتبر مصلحت اجتماعی ہے اور اہل فتویٰ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ محکم نصوص سے تجاوز کیے بغیر اور ثابت قواعد سے تجاوز کیے بغیر آسانی پیدا کریں اور مشکلات پیدا نہ کریں۔اسی وجہ سے فقہاء نے موجبات تخفیف بنائے ہیں جن میں عموم البلویٰ ہے جس میں لوگوں کے حال کی رعایت کرتے ہوئے ان کے ساتھ نرمی کا برتاو کیا جاتا ہے۔ہمارا زمانہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس زمانہ میں رہنے والے لوگوں کے لیے نرمی اور آسانی پیدا کی جائے۔ہمارے سامنے دو صورتیں تھیں احوط یا آسان، یا پھر نرم یا منصفانہ۔اس موقع پر ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم احوط کے مطابق فیصلہ نہ دیں بلکہ آسانی اور فیاضی کے مطابق فیصلہ دیں کہ جس پر یہ دین قائم ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کے جواب میں کہ کونسا دین اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین ہے فرمایا ہے الحنيفية السمحة[60] کہ وہ ایسا دین ہے جو سچا، پختہ اور فیاضانہ ہو۔ایک اور حدیث شریف میں ہے "فانما بعثتم ميسرين ولم تبعثو ا معسرين"[61] بے شک تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور مشکل میں مبتلا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔اور وہ منہج جسے ہم نے ان امور میں اختیار کیا ہے وہ سخت رویہ رکھنے والوں اور بے جا نرمی کرنے والوں کے درمیان میانہ روی اور اعتدال کا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وكذلک جعلناكم امة وسطا" [62] کہ اسی طرح سے ہم نے تمہیں امت وسط بنا کر بھیجا ہے۔[63]

شیخ عبد الطیف حمزۃ مفتی مصر نے اس سے عدم تحریم کا فتویٰ دیا اور انہوں نے احناف سے استدلال کیا تھا کہ ان ہاں شرائط رضاعت کا تحقق مکمل طور پر نہیں ہوتا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ دودھ عورت کا ہو، اور بچے کے پیٹ میں منہ کے راستے سے پہنچے اور وہ پانی، دوا، بھیڑ، بکری وغیرہ کے دودھ سے یا کھانے کی دیگر اقسام سے مختلط نہ ہو، اگر مختلط ہو، اور اس کے بعد آگ پر پکایا جائے تو اس سے تحریم ثابت نہ ہوگی۔ اگر اسے آگ نہ چھوئے تو بھی اس سے تحریم واقع نہ ہوگی امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ ان کی نسبت کھانے کی طرف ہو جائے گی خواہ وہ غالب ہو یا مغلوب۔ کیونکہ جب کوئی ٹھوس چیز مائع میں شامل کی جائے تو وہ طبعاً مائع ہو جاتی ہے تو حکم بعد والے کا لگے گا اور اعتبار غلبہ کا ہوگا، اگر دو عورتوں کا دودھ مختلط ہو تو ان میں سے جس کا دودھ غالب ہوگا اس کا اعتبار ہوگا، اگر دونوں کا دودھ برابر ہو تو دونوں سے تحریم ثابت ہو جائے گی۔ اور رضاعت شک سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی تحریم دہی بنے ہوئے دودھ یا پنیر ہوئے دودھ کو کھانے سے ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر دودھ خشک پاوڈر کی شکل میں ہو تو اس سے دودھ کے لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا اور جب اسے پانی سے ملایا جائے تو بھی اس سے تحریم ثابت نہیں ہوتی۔ اگر دودھ غیر متعین عورتوں اور غیر متعین تعداد میں عورتوں سے جمع کیا جائے تو عدم تعیین کی بنا پر ان کی اولاد میں تحریم ثابت نہیں ہوگی۔ اگر دودھ مائع حالت میں ہی محفوظ کیا گیا ہو اور پھر بچوں کو دیا جائے تو بھی جہالت کا وصف ہمیشہ باقی رہے گا تو اس مجہول دودھ کے پینے کے نتیجے میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔[64،65]

اسبابِ رخصت کا تجزیہ اور دودھ بنک میں ممکنہ رخصت کا پہلو

شریعت اسلامی جہاں ضروری ہو وہاں لوگوں کو رخصت دیتی ہے، اور فقہاء کے ہاں رخصت کے اسباب سات ہیں۔

(1) ضعف الخلق (2) سفر (3) نسیان (4) جہالت (5) اکراہ (6) عموم البلویٰ (7) مرض۔[66]

دودھ بنک (Milk Bank) کے معاملے میں دو چیزوں کی وجہ سے کسی حد تک رخصت دی جاسکتی ہے ایک جہالت اور دوسرا عموم البلویٰ ۔ رضاعت میں جہالت کی وجہ سے بہت سی رعایتیں حاصل ہو جاتی ہیں لیکن یہ جہالت اختیاری نہ ہو بلکہ غیر اختیاری ہو۔ ایسا نہ ہو کہ پیکٹ پر دودھ عطیہ کرنے والی کا نام اس لیے جان بوجھ کر نہ لکھا جائے کہ اس کی وجہ سے بعد میں جہالت یا شبہ کی وجہ سے رعایت حاصل ہو جائے درست نہیں ہے۔ یورپ اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں قانوناً دودھ عطیہ کرنے والی کا نام صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے تاکہ لوگوں میں دودھ عطیہ کرنے سے ہچکچاہٹ پیدا نہ ہو۔ ایسی صورت میں اضطراری جہالت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ ملک بنک (Milk Bank) سے عدم تحریم رضاعت میں جمہور فقہاء کے اصولوں کے مطابق موجب رعایت ہو سکتی ہے۔

دوسری صورت جس کی وجہ سے رعایت حاصل ہو سکتی ہے وہ عموم البلویٰ ہے، یورپ اور امریکہ میں چونکہ یہ بنک وافر ہیں اور اطباء ان کے دودھ کو بچوں کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اس کی ترغیب دیتے ہیں، عوام الناس اطباء کی رائے خلاف اپنی لاعلمی کے باعث نہیں چل سکتے بلکہ وہ مجبور ہیں کہ اطباء کی رائے کا احترام کریں۔ یہ عموم البلویٰ کا مسئلہ صرف یورپ اور امریکہ میں ہی ہے اسلامی دنیا میں ایسا کوئی مسئلہ ابھی

تک پیش نہیں آیا۔

صرف مصر اور ایران میں اس کے جواز کا فتویٰ ہے لیکن عوامی رد عمل کے خطرے کے پیش نظر اس کے قیام کو موخر کیا گیا ہے اسی طرح سے ترکی چونکہ باوجود اسلامی ملک ہونے کے سیکولر ملک تصور ہوتا ہے وہاں بھی عوامی رائے کے احترام کی وجہ سے ملک بنک آج تک قائم نہیں ہو سکا۔ اس اصول پر رعایت حاصل کرنے اور اس رعایت کے موافق فتویٰ دینے میں بھی اسی وجہ سے اختلافات موجود ہیں۔

"مجلس الاوربی للافتاء والبحوث "اپنے علاقے میں موجود عموم البلویٰ کی وجہ سے اس کے جواز کا فتویٰ دیتی ہے لیکن اسلامی ممالک کے مجامع الفقہی بالعموم اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں، ان کا موقف ہے کہ جب تک عوام الناس کسی چیز میں مبتلا نہ ہوں عموم البلویٰ نہیں بنتا۔ یہاں بچوں کی ایک قلیل تعداد اس کی محتاج ہے۔ اور فقہی قاعدہ ہے "العبرة للغالب الشائع لا للقلیل النادر" کہ اعتبار غالب اور شائع کا کیا جائے گا قلیل اور نادر کا نہیں کیا جائے گا۔

انسانی دودھ کی فروخت کا مسئلہ

دوران مناقشہ المنظمہ کے اجلاس میں یہ چیز بھی زیر بحث آئی کہ آیا تکریم انسانیت کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ انسانی اعضاء کی فروخت کی طرح سے انسانی دودھ کی فروخت بھی ممنوع قرار دے دی جائے تاکہ انسانی تکریم پر حرف نہ آئے؟ ڈاکٹر محمد فواد اسماعیل، جو کہ مصر کے شعبہ "حفظ وتبريدا لالبان" کے اسپیشلسٹ ہیں، نے یہ بات اٹھائی کہ انسانی دودھ سے بھیڑوں، بکریوں کے دودھ جیسا سلوک نہیں کرنا چاہئے کہ ان کی خرید وفروخت کی جاے، ٹھنڈا کر کے محفوظ کیا جائے، جمایا جائے وغیرہ۔[67] لیکن بعض نے اس کی مخالفت کی کہ رضاعت کے باب میں عورت کو دی جانے والی رقم کا لینا بھی تو اسی قبیل سے ہے اس لیے اسے جائز ہونا چاہیے۔[68]

فقہاء قدیم نے بھی اس کو جائز رکھا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فان ارضعن لکم فا توھن اجورھن"[69] کہ اگر (طلاق کے بعد) وہ تمہارے لیے دودھ پلائیں تو انہیں ان کا بدلہ دے دیں۔ حضور ﷺ کو بھی حضرت حلیمہ نے اجرت پر دودھ پلایا تھا، زمانہ جاہلیت کی اس رضاعت کی اجرت کو حضور ﷺ نے برقرار رکھا۔ چونکہ یہ بچے کی زندگی کا معاملہ تھا کہ بچے کی زندگی کا انحصار دودھ پر ہے اور بعض اوقات کسی بیماری، موت یا طلاق کے باعث بچے کو دودھ پلانے کے قابل نہیں رہتی تو اس کا حل

یہی شریعت نے پیش کیا ہے کہ اجرت پر اسے دودھ پلایا جائے۔ بعض فقہاء نے اس اجرت کو اجارۃ الثدی کے بجائے بچے کی دیکھ بھال کی قیمت کہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اجارہ دودھ کا ہی ہے۔[70] اس لیے ملک بنک کے قیام کی ممانعت کی وجہ تکریم انسانیت نہیں ہے بلکہ تحریم رضاعت سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں۔

بلڈ بنک پر دودھ بنک کو قیاس کرنا

اسلامی ممالک میں بلڈ بنک قائم ہیں تو دودھ بنک قائم کیوں نہیں ہو سکتے؟ اس کا جواب شیخ عبد اللہ البسام نے دیا کہ ان دونوں کی نوعیت میں بہت زیادہ فرق ہے، کیونکہ بعض اوقات خون سے وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو کہ دودھ سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ خون مریض کو صرف اشد

ضرورت کے وقت ہی لگایا جاتا ہے اور وہ ضرورت ہر لحاظ سے طبّی نوعیت کی ہوتی ہے۔ لیکن دودھ کی ضرورت بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ بنیادی ضرورت ہے جس کا طب سے زیادہ عام زندگی سے تعلق ہے، یعنی دودھ کا شمار کمالیات و تحسینیات میں ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ دودھ طاہر ہے لیکن خون نجس ہے اس لیے انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔[71]

حرمت نکاح کے مسائل کا تعلق نسب اور رضاعت سے ہے جبکہ انتقال خون سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اس لیے اس پر دودھ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ خون سے حرمت کا ثبوت کسی قدیم شریعت یا قانون میں بھی نہیں ملتا البتہ رضاعت سے اور نسب سے تحریم کے احکامات اکثر شریعتوں میں موجود ہوں۔ اس وجہ سے یہ قیاس درست نہیں ہے۔

لیث بن سعد کے قول کی استنادی حیثیت

دوران مناقشہ یہ بات سامنے آئی کہ لیث بن سعد کا قول متعدد کتب میں بلا سند نقل ہے لیکن اس کی کوئی سند لیث بن سعد تک نہیں پہنچتی جس سے اس کی تصدیق یا تردید ہوسکتی ہو۔ محلی ابن حزم اور المغنی لابن قدامہ میں بہت سی احادیث بلاسند منقول ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسی طرح سے ہوسکتا ہے کہ یہ قول ہو بالخصوص جبکہ یہ قول جمہور فقہاء کے خلاف بھی ہے تو اس کو بلا دلیل و حوالہ اور سند کیسے قبول کیا جاسکتا ہے؟[72]

امام احمد کی طرف دو اقوال منسوب ہیں ایک تو ائمہ ثلاثہ کے موافق ہے جبکہ دوسرا قول ابن حزم کے موافق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا وہی قول ہے جو ائمہ ثلاثہ کے موافق ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

ماں کے دودھ کے متبادلات

جب ماں کا دودھ دستیاب نہ ہو تو اس کے متبادل بھی موجود ہیں، مشرق میں گائے، بھینس، بکری وغیرہ حیوانات کے دودھ کو بذریعہ بوتل استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خشک ڈبہ بند، فارمولا ملک دستیاب ہیں جو کہ ڈاکٹر بچے کی صحت اور اس کی ضروریات کے مطابق تجویز کرتا ہے۔ اگرچہ اس کو بریسٹ فیڈنگ پر کوئی بھی ترجیح نہیں دیتا لیکن جب کچھ دستیاب نہ ہو تو یہ متبادل صورتیں اختیار کی جاتی ہیں۔[73] یہ ضروری بھی نہیں ہیں کہ ہر ماں کا دودھ اپنے بچے کے لیے یکساں مفید ہو، بلکہ بعض اوقات ماوں کے دودھ میں سمیت یا کسی بیماری کے اثرات موجود ہوسکتے ہیں جس کے بعد متبادلات کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ آج کل جینیٹک انجینیئرنگ کے ذریعے سے انسانی جین کی پیوندکاری سے گائے سے انسانی دودھ کے مشابہ دودھ حاصل کیا جارہا ہے، جو کہ اگرچہ انسانی دودھ کہلائے گا لیکن اس کے مشابہ ضرور ہے اور اس میں کسی قسم کی حرمت کا خدشہ بھی نہیں ہے۔

جدید ٹیکنالوجی سے جہالت کا حل

پاکستان میں NADRA کے نام سے قومی ڈیٹابیس تشکیل دیا گیا ہے جس میں ہر شخص کے تمام خونی رشتہ داروں کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے، اسی طرح سے رضاعی رشتہ داروں کا ریکارڈ رکھا جاسکتا ہے۔ یورپ میں شناخت چھپانے کے لئے جو قانون سازی کی گئی ہے اس کا بھی حل موجود

ہے کہ ڈبہ پر جن ماؤں کا دودھ ہے ان کے صرف شناختی نمبر لکھے جائیں،اور بچے کے والدین یا ہسپتال کا عملہ جس بچے کو اس ڈبے سے دودھ پلائے،اور اس پر موجود شناختی نمبروں کو بچے کی پیدائش کے سرٹیفیکٹ میں اور NADRA کے ڈیٹا بیس میں شامل کروادیں۔اس ضمن میں باقاعدہ قانون سازی کی جاسکتی ہے۔بعدازاں جب بچے کی شادی کا موقع آئے تو نادرا کے ریکارڈ سے اس بات کی تصدیق کی جاسکتی ہے کی جس خاتون سے اس کی شادی ہونے والی ہے وہ کہیں اس کی رضاعی محرم عزیزہ تو نہیں ہے۔اس طرح سے نہ تو آیات الٰہی کا مذاق اڑایا جاسکے گا اور نہ ہی آدمی شکوک وشبہات میں مبتلا ہوگا۔شریعت کے تحفظ کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا بالکل درست ہے جبکہ پہلے ہی پاکستان میں نکاح کی رجسٹریشن رائج تھی اور اب توNADRA کے ڈیٹا بیس پر مبنی کمپیوٹرائزڈ برتھ سرٹیفیکٹس اور میرج سرٹیفیکٹس بھی لازمی ہوچکے ہیں۔اس مثال کی پیروی دیگر اسلامی ممالک میں بھی کی جاسکتی ہے اور اگر اسلامی حکومتیں دلچسپی لیں تو یورپ اور امریکہ میں بھی مسلمانوں کے حوالے سے ان کے پرسنل لاز منظور کروائے جاسکتے ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ نادرا بھی اپنے اس سسٹم کو اپڈیٹ کرنے کے لیے علماء کرام کی خدمات حاصل کرے تاکہ اسے صحیح اصولوں پر منظم کیا جاسکے نیز یہ نظام پرائیوٹ ادارے کے بجائے حکومتی کنڑول میں ہونا زیادہ بہتر ہے۔

فقہاء عصر حاضر کی آراء

عصر حاضر کے فقہاء کی آراء اس بارے میں منقسم ہیں، بعض اسے کے جواز کے قائل ہیں اور بعض اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔مجامع فقہیہ میں سے عرب اور اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والے مجامع اس سے تحریم رضاعت کے قائل ہیں۔اس لیے اس کی حوصلہ افزائی نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، لیکن یورپ اور امریکہ کے علماء اور مجامع فقہی اس کے خلاف موقف رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک اس میں رعایت دینی چاہیے اور وہ ڈاکٹر الشیخ القرضاوی اور ان کے حامیوں کے موقف کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اسے موجودہ حالات میں زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

1983 میں کویت میں ہونے والی ندوۃ الانجاب میں شیخ القرضاوی اور شیخ عبدالطیف حمزہ نے ملک بنک کی حمایت کی تھی، جبکہ ان کی مخالفت کرنے والوں میں شیخ عبداللہ البسام، شیخ محمد تقی عثمانی، شیخ مختار السلامی، شیخ بکر ابو زید پیش پیش تھے۔[74]

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا مشورہ یہ ہے کہ ملک بنک کی صورت میں ان تمام خواتین کے نام پیکٹ پر لکھنا یا ان کی معلومات حاصل کرکے ان کی تحقیق کرنا ایک مشکل امر ہے اور فقہاء کے اصول کے مطابق اس میں وسعت پیدا کرنی چاہیے اور جب کچھ فقہاء شک کی وجہ سے حرمت کے قائل نہیں ہیں تو اسی کو قبول کرلینا چاہیے۔[75]

مفتی محمد تقی عثمانی نے ملک بنک(Milk Bank) کے قیام کے خلاف موقف پیش کیا ان کا موقف تھا کہ اصل علت امتصاص من الثدی نہیں ہے بلکہ اصل علت "انشاز العظم وانبات اللحم" ہے۔جب اصل علت کو دیکھیں گے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ ملک بن(Milk Bank)سے بھی حرمت ایسے ہی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ امتصاص الثدی سے ہوتی ہے۔حلیب محلوب (دوہاہوا دودھ) بھی گوشت بڑھانے اور ہڈی مضبوط کرتا ہے اس وجہ سے اس سے بھی حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔خود دوران بحث سالم مولیٰ حذیفہ کا واقعہ بھی اس بات کو ظاہر کرتا

ہے کہ اسے جو دودھ پلایا گیا تھا وہ امتصاص الثدی سے نہ تھا بلکہ حلیب محلوب کی صورت میں برتن میں تھا۔ طبقات الکبریٰ میں ابن سعد نے اس واقعہ کی تفصیل لکھی ہے اور لکھاہے کہ سالم اس وقت داڑھی والے تھے "انه ذو لحية" [76]

مولانا گوہر رحمٰن فرماتے ہیں کہ اس میں تو کوئی شرعی قباحت نہیں ہے کہ ماوں کا اضافی دودھ حاصل کر کے جمع کیا جائے اور مستحق بچوں تک پہنچایا جائے۔ البتہ عورت کی دودھ کی خرید وفروخت کا مسئلہ اختلافی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے، ابن قدامہ کے بقول امام احمد کے قول اصح کے مطابق بھی جائز ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک عورت کا دودھ برتن میں جمع کرنے کے بعد فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مختصراً یہ کہ دودھ بنک (Milk Bank) قائم کرنے کے اجتماعی فوائد بہت زیادہ ہیں اور یہ بچوں کے مفاد میں ہے۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی سوال نمبر 3301 کے جواب میں کچھ شرائط کے ساتھ جواز کے قائل ہیں۔

1۔ خرید وفروخت نہ کہ جائے۔ 2۔ دودھ کے حصول کے لیے باپردہ اور محفوظ بندوبست ہو جہاں مردوں کی مداخلت نہ ہو۔

3۔ ہر عورت کا دودھ الگ الگ رکھا جائے۔ 4۔ بچے اور خاندان کا مکمل ریکارڈ عورت کو مہیا کیا جائے۔ 5۔ خاتون اور خاندان کا ریکارڈ بچے کے حوالے کیا جائے۔ 6۔ ایک بچے کو ایک ہی عورت کا دودھ پلایا جائے تاکہ کم رضاعی رشتے ثابت ہوں۔ 7۔ خالص ملک بنک (Milk Bank) کے مقصد کے لیے قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

مفتی محمد ابراہیم قادری (رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان) پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن اسلام آباد کے مراسلہ کے جواب میں متبادل طریقے بتاکر پھر ملک بنک کے قیام کی صورت میں دشواریوں کا ذکر کرتے ہیں کہ ملک بنک کے قیام میں خرید وفروخت ہوگی جو کہ عندالاحناف ناجائز ہے "ولایبع لبن امراة فی قدح" یہاں فی قدح دودھ بنک کا ایک جزئیہ ہے۔

دوسرا اس سے رضاعت کے رشتوں کے اختلاط واشتباہ کی وجہ سے شریعت کی بیان کردہ حرمت پامال ہوں گی۔ "يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة"

"المنظمة الاسلامية لعلوم الطبية" کویت کے اجلاس میں یہ بات بھی زیر بحث آئی کہ اگر اس کی اشد ضرورت پیش آجائے تو اس صورت میں کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں؟ تو اس میں یہ طے ہوا کہ اول تو اس سے بچنے کی کوشش کی جائے اور دیگر متبادلات استعمال کیے جائیں لیکن اگر اس کا قیام ناگزیر ہو ہی جائے تو دودھ عطیہ کرنے والی خاتون، اس کے خاوند کا نام پیکٹ پر درج کیا جائے، اور اس کے ساتھ وارننگ بھی لکھی جائے کہ اس طرح کی صورتحال سے بچیں کہ رضاعی محرمات کے درمیان نکاح ہو۔ یہ ریکارڈ محفوظ رکھا جائے اور بوقت ضرورت اس سے مدد لی جائے تاکہ انساب میں شکوک وشبہات پیدا نہ ہو سکیں۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ یہ بنک اگر قائم کرنا ناگزیر ہوں تو صرف بچوں کے لیے ہی قائم کیے جائیں۔ [77]

"المجلس الاوربی للافتاء والبحوث" نے البتہ باقی سب مجامع سے مختلف نقطہ اختیار کیا اور اپنی قرارداد نمبر (3-12) منظور کی جس میں یہ کہا گیا کہ بوقت ضرورت ملک بنک کے دودھ سے انتفاع میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے، اور اس انتفاع کے نتیجے

میں تحریم رضاعت کے احکام مرتب نہیں ہوتے، کیونکہ نہ تو اس میں عدد رضعات کی معرفت ہے، نہ ہی مرضعہ کی صحیح معرفت ہے مزید برآں یہ مختلط دودھ ہے۔[78]

نتائج

اصل رضاعت میں جو علت حرمت حدیث شریف سے ثابت ہوتی ہے وہ ایسی رضاعت سے تحریم کا ثبوت ہے جس سے گوشت بنے اور ہڈی مضبوط ہو، اور یہ علت ملک بنک(Milk Bank) کے دودھ میں بھی پائی جاتی ہے اور ائمہ کے فتاویٰ واضح ہیں کہ احناف کے ہاں ایک رضعہ سے اور شوافع کے ہاں پانچ رضعات سے تحریم واقع ہو جاتی ہے۔اسلامی ممالک میں جبکہ رضاعت کا رواج موجود ہے اس کی بہت زیادہ طبّی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میڈیکل سائنس نے بھی ماؤں کے دودھ کی عدم دستیابی کی صورت میں یا عدم توافق کی صورت میں اس کے مناسب متبادلات پیش کیے ہیں جو کہ جواز کی حدود میں بھی آتے ہیں اور سہل الوصول اور سہل الحصول بھی ہیں۔ انفیکشن کے خطرات بھی اس کے عدم قیام سے کم ہوں گے، اور یہ پستان سے دودھ پلانے کے قائم مقام نہیں ہے۔انسانی جسم سے باہر نکلنے کے بعد دودھ میں بیکٹریا کی وجہ سے تخریبی عمل شروع ہو جاتا ہے جس سے اس کے غذائی اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ معاشرتی طور پر غریب خاندانوں کی عورتوں میں دودھ کی تجارت رواج پانے کا خطرہ ہے جو ایک طرف تو تکریم انسانیت کے خلاف ہے اور دوسری طرف خود ان ماؤں کے اپنے بچے دودھ جیسی بنیادی ضرورت سے محروم رہ جائیں گے۔ مغربی ممالک میں بھی اطباء بالخصوص جو ملک بنک کی صنعت سے یا بچوں کے علاج معالجہ سے منسلک ہیں، اس وقت ملک بنک کے محفوظ شدہ دودھ سے زیادہ ترجیح Wet Nursing کو دے رہے ہیں، جو کی درحقیقت اسلامی ممالک میں رائج رضاعت ہی کی دوسری شکل ہے، اس کا حساب تحریم رضاعت کے امور میں رکھنا آسان ہے۔اور صدیوں سے اسلامی ممالک میں مروج ہے۔ان بنکوں کے قیام اور انہیں برقرار رکھنے پر ایک خطیر سرمایہ درکار ہے، جو کہ اگرچہ انسانی جان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن اکثر اسلامی ممالک اس سرمایہ کو خرچ کیے بغیر رضاعت کے طریقہ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر ہماری مذہبی روایات اور اعتقادات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ خواہ مخواہ رضاعی رشتوں کے تقدس کی پامالی کی طرف قدم بڑھایا جائے جبکہ اس کے متبادل حل موجود ہیں۔ نصوص شرعیہ اس بارے میں واضح ہیں حدود اللہ سے تجاوز کرنا کسی صورت میں بھی مستحسن نہیں ہے۔ رضاعت سے تحریم پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے امام ابن حزم ظاہری کا موقف اس بارے میں جمہور کی رائے کے مخالف ہے اس لئے اس کو اختیار کر کے امت مسلمہ میں افتراق وانتشار کا دروازہ بلاوجہ نہ کھولا جائے۔ ہمارے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اہل مغرب اگر گوہ کے بل میں گھسیں تو ہم بھی وہیں گھسیں ،ان کی ہر بات میں پیروی کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اپنے کلچر، اپنے مذہب اور عقیدہ کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ خواہ مخواہ جدت کے نام پر حدود اللہ میں دخل اندازی کرنا کوئی مستحسن اقدام نہیں ہے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس طرح کی صورتحال سے بچا جائے۔ لیکن مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو بھی ان کے حال پر نہیں چھوڑا جا سکتا، وہاں واقعتاً یہ مسئلہ عموم البلویٰ کے درجہ میں آتا ہے تو وہاں کے علماء اس کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اس لیے وہاں اس کے مطابق ان کا فتویٰ موجود ہے۔ اسلامی ممالک میں ویسے بھی فتاویٰ میں تنوع اور لچک موجود

ہے، یہاں بھی دیگر ممالک سے مختلف فتویٰ قابل عمل ہو سکتا ہے جبکہ بالخصوص شک سے عدم رضاعت کے بارے میں تصریحات فقہاء کے ہاں موجود ہیں جو کہ متفق علیہ بھی ہیں اور مغربی ممالک میں دودھ عطیہ کرنے والی کے نام کو صیغہ راز میں رکھنے کے قانون کے باعث یہ ایک اضطراری شک ہے، جس کا فائدہ بچوں کو دیا جاسکتا ہے۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ حتی الوسع رضاعت کو فروغ دیا جائے اور مغرب میں مسلمان اپنے اندر اتحاد پیدا کر کے اپنے اس قسم کے بچوں کے لیے Wet Nurses کا انتظام کریں، اگر حالات زیادہ ہی خراب ہو جائیں تو صرف یورپ کے مسلمان مجلس اوربی کے فتاویٰ سے استفادہ کر سکتے ہیں، دیگر مسلمانوں کے لیے اس فتویٰ سے استفادہ کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کیونکہ صحیح فیصلہ وہی ہے جس پر مجلس اوربی کے علاوہ باقی تمام مجامع متفق ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1. مائدہ:۳
2. دارالافتاء المصریة ،فتاوی'دارا لافتاء المصریة ،۲۔۱۴۶
3. مالک بن انس المدنی (المتوفی :۱۷۹ھ)موطا الامام مالک ،موسسة الرسالة،۱۴۱۲ھ ۲۔۷ رقم الحدیث ۱۷۳۸
4. ابوالحسن علی بن احمد الصعیدی العدوی (المتوفی :۱۱۸۹ھ)،حاشیة العدوی علی شرح کفایة الطالب الربانی ،دارالفکر بیروت ،۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م ،۲۔۱۱۵
5. النساء :۲۳
6. سعید بن منصور بن شعبة الخراسانی الجوزجانی (المتوفی :۲۲۷ھ)سنن سعید بن منصور ،الدارالسلفیه الهند،الاولی ۔۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۲م،۱۔۲۷۸ رقم الحدیث ۹۷۱
7. موطا الامام مالک ۲۔۷ رقم الحدیث ۱۷۳۸
8. موطا مالک بروایة محمد بن الحسن الشیبانی ،المکتبة العلمیة ،الثانیة ،۱۔۲۲۱ رقم الحدیث ۶۲۷
9. تقی الدین الشافعی ،ابوبکر بن محمد بن عبدالمومن ،(المتوفی :۸۲۹ھ)کفایة الاخیار فی حل غایة الاختصار ،دارالخیر دمشق ،الاولی'،۱۹۹۴،۱۔۴۳۴
10. ابوالقاسم عمر بن الحسین بن عبدالله الخرقی (المتوفی :۳۳۴ھ)متن الخرقی علی مذهب ابی عبدالله احمد بن حنبل الشیبانی ،دارالصحابة للتراث ،۱۴۱۳ھ۔۱۹۹۳م،۱۔۱۱۹
11. ۔د۔عبدالتواب مصطفی' خالد معوض ،بنوک الحلیب فی ضوء الشریعة الاسلامیة ۔دراسة فقهیة
12. ابواسحاق ابراهیم بن علی بن یوسف الشیرازی (المتوفی :۴۷۶ھ)المهذب فی فقه الامام الشافعی ،دارالکتب العلمیة،۳۔۱۴۲
13. المهذب فی فقه الامام الشافعی ،دارالکتب العلمیة ۔۱۴۲،۳
14. ابوبکر البیهقی،احمد بن الحسین بن علی (المتوفی :۴۵۸ھ)معرفة السنن والآثار،جامعة الدراسات الاسلامیة (کراتشی ۔باکستان)الاولیٰ ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۱م، ۱۔۵۵۸،رقم الحدیث ۱۵۴۵۱
15. معرفة السنن والآثار ،۱۱۔۲۵۹،رقم الحدیث ۱۵۴۵۶
16. المغنی لابن قدامة ،۸۔۱۱۷۳

17. شمس الائمه السرخسی ،محمد بن احمد بن ابی سهل (المتوفی :۴۸۳ھ)،المبسوط،دار المعرفة بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۳ م،۵۔۱۳۴
18. المدونة ،۴۔۲۹۵
19. کفایة الاخیار فی حل غایة الاختصار ،۱۔۴۳۵
20. متن الخرقی ،۱۔۱۱۹
21. ۔د۔ عبدالتواب مصطفی' خالد معوض ،بنوک الحلیب فی ضوء الشریعة الاسلامیة ۔دراسة فقهیة
22. المغنی لابن قدامة،۸۔۱۷۳
23. المدونة ،۴۔۲۹۵
24. ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامة الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی،الشهیر بابن قدامة المقدسی (المتوفی:۶۲۰ھ)الکافی فی فقه الامام احمد،دارالکتب العلمیة ،الاولیٰ، ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م، ۳،۲۲۱
25. کفایة الاخیار فی حل غایة الاختصار ،۱۔۴۳۵
26. المبسوط ۵۔۱۳۵
27. ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامة الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی ،الشهیر بابن قدامة المقدسی (المتوفی:۶۲۰ھ)الکافی فی فقه الامام احمد، دارالکتب العلمیة، الاولیٰ ،۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۴ م،۳۔۲۲۱
28. کفایة الاخیار فی حل الاختصار،۱۔۴۳۵
29. المبسوط ۵۔۱۳۵
30. حاشیه مسند الامام احمد بن حنبل ،طبعه موسسة الرسالة،۷۔۱۸۶
31. ابومحمد علی بن احمدبن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاهری (المتوفی :۴۵۶ھ)،المحلی بالآثار، دارالفکر بیروت ،۱۰۔۱۸۵
32. النساء:۲۳
33. سنن ابن ماجه،۱۔۶۲۳ رقم الحدیث ۱۹۳۸،موطا مالک بروایة محمد بن الحسن الشیبانی ،۱۔۲۱۱ رقم الحدیث ۶۲۷،سنن ترمذی ،۲۔۴۴۳ رقم الحدیث ۱۴۴۶،سنن ابی داود ،۲۔۲۲۱ ،صحیح مسلم ،۲۔۱۰۷۱ رقم الحدیث ۱۴۴۷
34. المحلی بالآثار ۱۰۔۱۸۵
35. مجلة مجمع الفقه الاسلامی التابع لمنظمة الموتمر الاسلامی بجدة،۲۔۲۸۲
36. محمد بن احمد بن ابی احمد ،ابوبکر علاء الدین السمرقندی (المتوفی :نحو ۵۴۰ھ)،تحفة الفقهاء ،دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان،الثانیة،۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م ،۲۔۲۳۹
37. عبداللہ بن محمود بن مودود الموصلی البلدحی، مجدالدین ابو الفضل الحنفی (المتوفی :۶۸۳ھ)الاختیار لتعلیل المختار ،مطبعة الحلبی ۔القاهرة ،۱۳۵۶ھ۔۱۹۳۷م،۳۔۱۱۹
38. المبسوط،۵۔۱۳۳
39. المدونة ۲۔۳۰۳
40. کفایة الاخیار فی حل الاختصار،۱۔۴۳۵
41. احمد بن محمد بن علی بن حجر الهیتمی ،تحفة المحتاج فی شرح المنهاج ،المکتبة التجاریة الکبریٰ بمصر لصاحبها مصطفی محمد،۱۳۵۷ھ۔۱۹۸۳م،۸۔۲۸۶

42. كفاية الاخيار فی حل الاختصار۱۔۴۳۵
43. المغنی لابن قدامة ۸۔۱۷۲
44. المهذب فی فقه الامام الشافعی ،۳۔۱۴۶
45. محمد بن احمد بن محمد علیش، ابوعبدالله المالکی (المتوفی :۱۲۹۹ھ)منح الجلیل شرح مختصر خلیل ،دارالفکر بیروت، ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹م،۴۔۳۷۳
46. المغنی لابن قدامة ۸۔۱۷۲
47. اسماعیل بن یحیی بن اسماعیل، ابو ابراهیم المزنی (المتوفی :۲۶۴ھ)مختصرالمزنی (مطبوع ملحقا بالام للشافعی)، دارالمعرفة بیروت،۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰م ،۸۔۳۳۴
48. الاختیار لتعلیل المختار ،۳۔۱۲۰
49. المغنی لابن قدامة ۸۔۱۷۲
50. عبدالتواب مصطفی خالد معوض، بنوک الحلیب فی ضوء الشریعة الاسلامیة ۔دراسة فقهیة مقارنة من موقع
51. مجلة مجمع الفقه الاسلامی التابع لمنظمة الموتمر الاسلامی بجدة ۔۲۔۲۸۲
52. صحیح البخاری ،دار طوق النجاة ،الاولی،۱۴۲۲ھ، ۸۔۱۶۰ رقم الحدیث ۶۷۸۶
53. ابن صلاحظ عثمان بن عبدالرحمٰن، (المتوفی :۶۴۳ھ)، ادب المفتی والمستفتی، مکتبة العلوم والحکم ۔المدینة المنورة ،الثانیة ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲م،۱۔۱۱۲
54. یونس:۳۶
55. ابو عبدالله احمدبن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد الشیبانی (المتوفی :۲۴۱ھ)، مسندا لامام احمد بن حنبل، موسسة الرسالة ،الاولٰی ،۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۱م،۴۔۱۷ رقم الحدیث ۲۱۰۸
56. صحیح البخاری ۔۸۔۳۰ رقم الحدیث ۶۱۲۸
57. البقرة ۱۴۳
58. المجلس الاوربی للافتاء والبحوث، یص ۱۲
59. عبدالله بن یوسف بن عیسیٰ بن یعقوب الیعقوب الجدیع العنزی، تیسیر علم اصول الفقه، موسسة الریان للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت لبنان، الاولیٰ ،۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م ،۱۔۶۳
60. ندوة الانجاب فی ضوء الاسلام ،المنعقدة بالکویت ۸۔۱۱۔۱۴۰۳ھ(۲۴۔۵۔۱۹۸۳م) باشراف وتقدیم، عبدالرحمٰن، رئیس المنظمة الاسلامیة للعلوم الطبیة الکویتی صفحة ص ۴۶۰
61. ندوة الانجاب فی ضوء الاسلام ،ص ۴۶۱
62. ندوة الانجاب فی ضوء الاسلام ص ۴۶۱۔۴۶۲
63. مقالا دکتور محمد علی البار، بنوک الحلیب ،مجلة مجمع الفقه الاسلامی التابع لمنظمة الموتمر الاسلامی بجدة، ۲۔۲۶۴
64. اخبار،الاهرام ۲۳۔۸۔۱۹۸۳م تا ۲۹۔۸۔۱۹۸۳م
65. ندوة الانجاب فی ضوء الاسلام ص ۴۶۶
66. النساء ۲۳

67. ندوة الانجاب فی ضوء الاسلام ،ص ۴۶۶
68. مجلة مجمع الفقه الاسلامی ۔۲۔۲۸۲
69. الطلاق ۶
70. المبسوط ۱۵۔۱۱۸
71. مجلة مجمع الفقه الاسلامی بجدة ۲۔۲۸۱
72. مجلة مجمع الفقه الاسلامی بجدة ۲۔۲۷۷
73. http//:www.bupa.co.uk/individuals/health-information/directory/b/breast feeding(20/01/2015,,12:10 AM)
74. مجلة مجمع الفقه الاسلامی ج ۱۔ص ۴۱۴ تا ۴۲۳
75. مجلة مجمع الفقه الاسلامی بجدة ،۲۔۲۵۹
76. ابن سعد ،ابو عبدالله محمد بن سعد بن منیع (المتوفی :۲۳۰ھ)الطبقات الکبری،دارالکتب العلمیة بیروت، الاولیٰ ،۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰م ۳۔۶۳
77. http//:www.islamset.net/Arabic/aioms/injazat.html(26/10/2015:10:00 AM)
78. الدورةالعادیة الثانیۃ عشرة للمجلس الاوربی للافتاء والبحوث المنعقدة فی مقره بدبلن فی الفترة من ۱۰۶ ذی القعدة ۱۴۲۴ھ الموافق ۳۱۔۱۲۔۲۰۰۳، ینایر ۲۰۰۴ ،القرار رقم (۱۲۔۳)بشان انتفاع الاطفال من لبن بنوک الحلیب القائمة فی البلاد العربیة